بلند شہر کا شاندار مشاعرہ

جلد — بابت ماہ جون سنہ ۱۹۲۲ء — نمبر ۲

نظم و نثر کا علمی - اخلاقی - ادبی ماہوار رسالہ

آئینۂ خیال

اڈیٹر کوثر بلند شہری

پرنٹر منشی ہری پرشاد

مالک و ایڈیٹر رسالہ ہذا محمد حسین رہبر بلند شہری

قیمت فی پرچہ

در مطبع منشی ہری پرشاد بلند شہر طبع شد

قواعد و ضوابط

(۱) رسالہ ہٰذا ہر انگریزی مہینہ کی ۱۰ تاریخ کو بلندشہر محلہ سرائے کہنہ سے شائع ہوگا عہ قیمت ہر حال میں پیشگی لیجائیگی ۔ نمونہ کا پرچہ ہر قیمت وصول ہونے پر روانہ ہوگا مضامین آخر ہفتہ تک آجانے چاہئیں ۔ کلام سب کا انتخاب ہو کر درج ہوگا اساتذہ خود ۱۵ اشعار انتخاب کرکے روانہ کریں ۔

(۲) جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے ۔ ورنہ جواب کی تکلیف معاف ۔

(۳) سرپرست حضرات سے سالانہ چندہ ۶ ، معاونین سے ۳ روپیہ والیان ملک جو کچھ عطا فرمائیں ۔

(۴) رسالہ ہٰذا کو پولیٹیکل مضامین سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہوگا ۔

(۵) اُجرت اشتہارات پیشگی داخل کیجاویگی ۔ فحش اور غیر مہذب اشتہار شائع نہ ہوگا ۔

(۶) جملہ خط و کتابت بنام ایڈیٹر آئینہ خیال یا منیجر دفتر آئینۂ خیال بلندشہر ہونی چاہیئے ۔

اسمائے گرامی سرپرست حضرات رسالہ ہٰذا

حضرت نوح ناروی	حضرت سیماب اکبرآبادی	حضرت مہر شکارپوری
حضرت اطہر جیپوری	حضرت ساغر علیگڑھی	حضرت قمر خورجوی
حضرت مہر گوالیاری	حضرت طرب کلام خورجوی	منشی موہن لال اہلمد نیلام
حضرت قمر بدایونی	حضرت ازل شاہجہانپوری	منشی بنا لال صاحب اہلمد نہر
حضرت ہادی مچھلی شہری	حضرت نشتر سکندرآبادی	منشی شمبھو لال صاحب محرر جوڈیشل
مولوی منظور علی صاحب اترولوی	حضرت فدا اگلاٹھوی	تحصیل بلندشہر

جناب منشی محمد مصطفیٰ خان صاحب رئیس خورجہ و آنریری مجسٹریٹ بلندشہر

آئینۂ خیال

میرے مکرمی!

فلک کجرفتار کی بھی عجیب حالتین ہین کبھی کسی کو یکجا اطمینان سے بیٹھنے نہین دیتا ہے یہ دو دل کو یکجا بٹھاتا نہین۔ کسی کا اسے رنگ بھاتا نہین میرا یہان رہنا بھی اسکو ناگوار گذرا اور کچھ ایسی صورت معاملات پیدا کی کہ مین بلندشہر چھوڑکر دوسری جگہ جانے پر مجبور ہوا۔ ابھی رسالہ کا دوسرا نمبر بھی نہین نکلنے پایا تھا کہ مجھے بوریا بندھنا باندھکر دوسری جگہ سفر کی تیاری کرنی پڑی۔ آپ بدل تھون رسالہ میری عدم موجودگی مین میری ہدایت کے مطابق آپکی خدمت مین حسب دستور پہونچتا رہیگا۔ رسالہ کی آب وتاب مین ذرہ بھر فرق نہین آئیگا۔ تمام ترسیل زر و خط وکتابت آیندہ سے پتہ ذیل پر ہوا کرے۔

محمد حسین ایڈیٹر منیجر رسالہ بازار بلندشہر

کوثر

قطعہ تاریخ اشاعت رسالہ آئینہ خیال بلند شہر از نتیجہ فکر منشی محمد رحمت اللہ صاحب رحمت بلند شہری

نثر ہے جسکی لاجواب نظم ہے جسکی انتخاب — ایسی ہے کونسی کتاب؟ آئینہ خیال ہے
بات ہے قیل و قال کی داد ہے جمال کی — قدر ہے کمال کی حد ہے کمال ہے
راز نہاں نہیں رہا صاف بیان ہو گیا — قطعہ یہ رحمت آپکا واقعی حسب حال ہے

خوب کیا کمال یہ خوب کہا ہے سال یہ
آئینۂ خیال یہ بے بہا بے مثال ہے

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات از جناب منشی پریم سکھداس صاحب شاد بلند شہری

اے کریم و رحیم اے غفار — میرے عصیان ہیں بے حساب و شمار
ہر سرِ مو ہے معصیت آلود — تو ہے آمرزگار رب ودود
مجھسے سرزد ہوئے ہیں جو عصیان — سر بسر تجھ پہ مو بمو ہیں عیان
سامنے ہوں ترے سر افگندہ — منفعل شرمسار و شرمندہ
فعل بد ہیں مرے مگر تو نظر — اپنی رحمت سے رحم کر مجھپر
مجھسے جرم و گناہ ہوئے ہیں جو — اپنی رحمت سے بخشدے انکو
تو نے انعام عام سے داتا — نعمتیں مجھ گدا کو دین کیا کیا

شکر بندہ سے کسطرح ہو ادا
بات یا رب بڑی ہے منہ چھوٹا

غیب سے روز کر عطا روزی
ہو تلاش معاش تا نہ کبھی

دربدر صورت گدا نہ پھروں
تیرے تکیہ پہ مستکی میں رہوں

ہے سہارا نہ غیر کا مجکو
ذات تیری کا آسرا مجکو

غیر کا کیجیو نہ تو محتاج
اپنے پیدا کیے کی رکھیو لاج

بندہ بحر گنہ میں ہے غرقاب
سر سے پا تک ہے معصیت کا آب

بیڑا منجدھار میں پڑا ہے مرا
ناخدا تو ہی اے خدا ہے مرا

مہر کر اپنی لہر سے مجھ پر
پار اس بحر بیکراں سے کر

یہ مناجات بندہ ہو مقبول
شاد و ناشاد کی دعا ہو قبول

غزل دعائیہ از نیاز مند کوثر ایڈیٹر رسالہ ہذا

لیتا ہوں چلتے پھرتے ہر وقت نام تیرا
بے چون و بے چرا ہی جو کچھ ہے کام تیرا
ازماہ تا بماہی ہے تیری بادشاہی
ہر شے میں تیری صنعت ہر شے میں تیری
اے بحر و بر کے خالق اے دو جہان کے مالک
دنیا سے منہ کو موڑوں لیکن تجھے نہ چھوڑوں

تو بخشے یا نہ بخشے میں ہوں غلام تیرا
برتر ہے شان تیری افضل مقام تیرا
سدرہ مقام تیرا ادنیٰ السلام تیرا
ہمیں مقام تیرا ہمیں قیام تیرا
یہ بھی تمام تیرا وہ بھی تمام تیرا
دل میں ہو یاد تیری لب پر ہو نام تیرا

مزہ لطف کس قدر ہی جام شراب وحدت
مسرور رہا ہون پی پی کے جام تیرا

کرتا ہون یاد کیا کیا لیتا ہون نام کیا کیا
ہر شام و صبح تیری ہر صبح و شام تیرا

بیشک رحیم تو ہے بیشک کریم تو ہے
ہے عام تیری رحمت ہی فیض عام تیرا

اے بندگان عالی یہ التجا ہے میری
رخصت کے وقت لب پر جاری ہو نام تیرا

گو قابل سزا ہون لیکن یہ جانتا ہون
اے کارساز عالم بخشش ہے کام تیرا

سب تجھکو جانتے ہین سب تجھکو مانتے ہین
مشہور ہے جہان مین کوثر کلام تیرا

برا معلوم ہوتا ہے

از عمدۃ الشعرا ناثر الملک فصیح الشعرا بابو نارائن پرشاد ورما مہر جانشین
حضرت داغ دہلوی و ممبر انجمن خاصان ادب لکھنو

مرا شکوہ جفا اون کو گلا معلوم ہوتا ہی
وہ اچھے ہین کہ اچھا بھی برا معلوم ہوتا ہے

وہی اسکو بتائیگا وہ کیا معلوم ہوتا ہی
جسے اچھا برا - اچھا برا معلوم ہوتا ہے

بہت دلچسپ دل کا مدعا معلوم ہوتا ہی
نہین معلوم تم کو کیون برا معلوم ہوتا ہے

تمہین کہدو مرا دل تمکو کیا معلوم ہوتا ہی
اگر اچھا نہین تو کیا برا معلوم ہوتا ہے

بتون کا عشق پہلے تو بھلا معلوم ہوتا ہے
بری بنتی ہے جب دل پر برا معلوم ہوتا ہے

ستم بھی تو حسینون کی ادا معلوم ہوتا ہی
برا کیا ایسے اچھون کا برا معلوم ہوتا ہے

تجھے اچھا رقیب بیوفا معلوم ہوتا ہے
مجھے تو وہ برے سے بھی برا معلوم ہوتا ہے

بھلا کب آپکو میرا کہا معلوم ہوتا ہے
جو مین اچھا کہون تو بھی برا معلوم ہوتا ہے

اگر جینا نہین اچھا تو مرتے کیون نہین یہ
مرا مرنا بھی کیا تم کو برا معلوم ہوتا ہے

وہ اک حرف تمنا پر بگڑتے ہین اکھڑتے ہین
ذرا سی بات پر کیا کیا برا معلوم ہوتا ہے

مجھے اچھا نہ کیون معلوم ہو حسن بتان زاہد
جو اچھا ہے کہین وہ بھی برا معلوم ہوتا ہے

نہین الفت عدو سے تو عدو کے ذکر سے اکثر نفرت سی
وہ کیون چڑتے ہین اونکو کیون برا معلوم ہوتا ہے

اسی ڈر سے کبھی دل کو بھی مین اچھا نہین کہتا
کہین تم یہ نہ کہہ بیٹھو برا معلوم ہوتا ہے

عیادت کو مری آکر وہ یہ کہتے ہین عدو کر
ترا جینا تو اب ہم کو برا معلوم ہوتا ہے

جو طے ہونا ہے طے ہو جائے ہم سے آپ سے اکدن
ہمین یہ روز کا قصہ برا معلوم ہوتا ہے

وہ مجھسے پوچھتے ہین غیر مین آخر برائی کیا
برائی اور کیا ہے - وہ برا معلوم ہوتا ہے

وہ اچھا ہی تو اچھا کیون نہین دنیا کی نظرون مین
برا ہے جو وہی سب کو برا معلوم ہوتا ہے

ہمارا حال کب اے چارہ گر اچھا نظر آیا
برا معلوم ہوتا تھا - برا معلوم ہوتا ہے

مری فریاد سے ظالم دھمکاتی ہے کیون مین
مجھے کب نالہ بلبل برا معلوم ہوتا ہے

اسے تم کیون نہین سنتے ہو آخر بات بھی کوئی
ہمارا ذکر تم کو کیون برا معلوم ہوتا ہے

"برا معلوم ہوتا ہے ستم" - یہ سنکے وہ بولے
چلو جاؤ بھی بیٹھو بھی - برا معلوم ہوتا ہے

وہ یون جان دل ہمارے اچھا کیئے جائین
نگاہین تو یہ کہتی ہین برا معلوم ہوتا ہے

بتا ناصح تجھی سے پوچھتا ہون کیا علاج اسکا
جو اچھا ہے مجھے تجکو برا معلوم ہوتا ہے

مرے دل پر کئے لیتے ہین وہ قبضہ یہ کہکر
یہ اچھا گھر ہے - یہ خالی برا معلوم ہوتا ہے

کبھی اپنے ستم کو بھی شریک لطف کرتا تھا
کہ یکسان حال تو سب کو برا معلوم ہوتا ہے

جو سچ پوچھو تو دنیا مین نہان دلکا سادہ انہ
مگر وحشت مین یہ بھی تو برا معلوم ہوتا ہے

ابھی سے تم کسی کو نیم بسمل وہ نہیں رکھتے
تڑپنا لوٹنا ان کو برا معلوم ہوتا ہے

خلش میں ہم نے مانا لطف ہی پھر بھی ہیں دل میں
کھٹکنا خار حسرت کا برا معلوم ہوتا ہے

جو ہے دل کا تقاضہ تو وہ نائیں پھیر لو اپنی
مجھے احسان اوچھے کا برا معلوم ہوتا ہے

بظاہر تم ہمیں معلوم ہوتے ہو بہت اچھے
مگر ہم سے تمھارا دل برا معلوم ہوتا ہے

سنیں کب تک جناب نوح ہم ایسا برا کہنا
بس اب خاموش بھی رہئے برا معلوم ہوتا ہے

تاجدار سخن تاج الشعراء حضرت نوح ناروی جانشین فصیح الملک حضرت داغ دہلوی

وصل کی حسرت دل ناشاد مضطر میں رہی
یہ نہ اپنے گھر سے نکلی اپنے ہی گھر میں رہی

وہ نہ ہم پھر بھی دل ناشاد مضطر میں رہی
جو چھری برسوں کف دست ستمگر میں رہی

یاد ساقی نے کیا کب مجھسے دریا نوش کو
ہائے جب تھوڑی سی تلچھٹ بھی نہ ساغر میں رہی

منھ رفاقت سے نہ موڑا میں نے مرجانیکے بعد
روح بھی چالیس دن تک تن کے پیکر میں رہی

کیا مسرت کا ٹھکانا کیا خوشی کا اعتبار
ایک کے گھر سے نکلکر ایک کے گھر میں رہی

حشر مے کیا کوئی ہوگا میکدہ کا پردہ دار
یہ اگر خم سے کبھی نکلی تو ساغر میں رہی

جسکو سب کہتے ہیں عقدہ نام ہے جسکا گرہ
تیرے گیسو میں رہا میرے مقدر میں رہی

کب ہمیں نکلی جگر کی کب مٹی نہ دل کی طلب
جو ہوئی جس گھر میں پیدا وہ اوسی گھر میں رہی

دردمندان محبت کروٹیں بدلا کئے
ایک پوشیدہ چھری کی سی چبھن بستر میں رہی

جوش وحشت میں دیا قسمت نے میرا خوب ساتھ
مجھکو بھی چکر میں رکھا خود بھی چکر میں رہی

قتل کا ارمان بھی تھا سوائیوں کا ڈر بھی تھا
کچھ لگاوٹ کچھ رکاوٹ اسکے خنجر میں رہی

حسرت دلکو موافقت کیوں نہ میرے دل کے ساتھ
یہ اسی گھر میں پلی گھر میں بڑھی گھر میں رہی

پختہ کاران جنون ایسے نظر آئے کہاں
جو ہوا سر میں سمائی نوح کے سر میں رہی

نمبر شعبان — بابت ماہ نومبر

مصرعہ طرح

اچھا ہوا شباب کا عالم گزر گیا

یہ مصرعہ طرح بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مین ہے اور وزن اس کا یہ ہے

مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

بقاعدہ حذف فاعلاتن سے فاعلن بنایا گیا

رفیع النظم سلیم الطبع راحت اللہ خان صاحب ازل شاہجہانپوری از خورجہ

صیاد کو جو ظلم نہ کرنا تھا کر گیا — کنج قفس مین بھی مرے شب بھر کتر گیا
بیمار غم تو عشق مین جی سے گذر گیا — اے چارہ ساز تجھکو ہوا کیا کہ مر گیا
تیر ستم عدو پہ چلا مین بنا شکار — آئی تھی کسکی موت مگر کون مر گیا
دست دعا کا بن کے معاون شب فراق — نالہ تو عرش تک بہ تلاش اثر گیا
افزون نہ کیون ہو نشہ وحشت جنون مین — جام حواس بادہ غفلت سے بھر گیا
ٹکڑے جگر کے دیدہ گریان سے بہہ گئے — جسم حزین سے جان پہ ہستی اتر گیا
عزت کا پاس وصل کی حسرت عدو کا غم — الفت مین جب یہ بار نہ اٹھا تو مر گیا
بحر الم مین دل سے نہ اچھلا گیا ازل — ایسا ہوا یہ غرق کہ تہ مین اتر گیا،

احسن جناب محمد احسن علی صاحب بدایونی تلمیذ حضرت قمر بدایونی مدظلہ العالی

دل حسن لے کے دیدیا تمھین جو تم پہ مر گیا — دنیائے عشق مین وہی کچھ نام کر گیا

مجکو یہ ہے خیال کہ وہ چھوٹ جائینگے
وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ مرنے سے ڈر گیا

ہنگامِ نزع بات کی مہلت کہاں ملی
میں اونکو دیکھتے ہی تو جی سے گذر گیا

اس بیوفا سے کیا مجھے آرام کی امید
جسکا خیال ہی مجھے بیچین کر گیا

ادن سے کبھی ہماری بھی گفت و شنید تھی
ہمراز - اسکو ایک زمانہ گذر گیا

لایا جواب نامہ تو لب نامہ بر - کہ میں
تنگ آ کے انتظار میں جی سے گذر گیا

پوچھا جو بزم غیر میں کیا تم نہیں گئے
کس ناز سے کہا تمھیں کیا میں اگر گیا

تم سا حسین کوئی نہ دیکھا جہان میں
میری نظر سے ایک زمانہ گذر گیا

حسرت ہوئی کہ لوٹ کے اوس نے خبر نہ لی
میرا پیامبر بھی وہیں جا کے مر گیا

کس ناز سے وہ پوچھ رہے ہیں شب وصال
کیوں اب تو خوش ہو آج تو درد جگر گیا

اب میرے بس میں دل ہی نہیں اپنے ہوش میں
آنکھیں مجھے دکھا کے وہ کیا سحر کر گیا

دن رات ہے یہی ترے احسن کا مشغلہ
تیری تلاش میں ادھر آیا ادھر گیا

جناب احمد خان صاحب اظہر خورجوی تلمیذ حضرت آزل شاہجہانپوری

اٹھکر وہ میرے گھر سے جو دشمن کے گھر گیا
مجھکو یہ آئی شرم کہ بے موت مر گیا

اب کس امید پر میں کروں انتظار وصل
سو بار وعدہ کر گئے وہ کافر مکر گیا

آخر شب فراق تسلی نہ دی کبھی
اس آرزو میں ایک زمانہ گذر گیا

جناب منشی سکھدیو پرشاد سنہا بسمل الہ آبادی سب ایڈیٹر ٹلو نان

تیر نگاہ یار بڑا کام کر گیا
مرنا تھا جسکو مشتاق وہ بے موت مر گیا

الفت سے ہاتھ سینے پہ کوئی جو دھر گیا
تو دل کے ساتھ ساتھ ہمارا جگر گیا

شوخی وہ کیا ہوئی وہ جوانی کہاں گئی
وہ ناز وہ غرور تمھارا کدھر گیا

عشق عدو میں تجھکو خود اپنی خبر نہیں
صورت بدل گئی ترا چہرہ اُتر گیا

گھٹ گھٹ کے دل ہی دل میں رہی حسرت چمن
صیّاد جب قفس میں مرے پر کتر گیا

بے اسکے زندگی کا مزہ کیا ہے اہل عشق
زہرہ جگر گیا تو سمجھ لو جگر گیا

بعد فنا خوشی ہے نہ پچھتائے ہم
دو پھول قبر پر جو کوئی آکے دھر گیا

جھگڑا اُٹھا دو روز تڑپتا تھا عشق میں
اچھا ہوا کہ بسمل ناشاد مر گیا

منشی غلام معبود صاحب جاؔدو بدایونی شاگرد حضرت قمرؔ بدایونی

جب میرے گھر سے اُٹھکے وہ رشک قمر گیا
مجھکو یہ ڈر ہوا کہ رقیبوں کے گھر گیا

کسکی تلاش میں ہے کسے ڈھونڈھتا ہے تو
اے دل وہ کون شخص ہے آخر کدھر گیا

اے دل کسے دکھاؤں طبیعت کی تیزیاں
قدر ہنر کے ساتھ ہی شوق ہنر گیا

میں اون سے کہہ رہا ہوں کہ دل پھیر دو مجھے
وہ مجھ سے پوچھتے ہیں ترا دل کدھر گیا

اونکا نگاہ ناز سے رہ رہ کے دیکھنا
میرا جگر کو تھام کے کہنا جگر گیا

کیا دیگا تو جواب خدا کو ستم شعار
رو رو کے تیرے ہجر میں جادو تو مر گیا

منشی ظفریاب حسین صاحب رعدؔ بدایونی شاگرد جناب زلالیؔ بدایونی

پھولوں کے ڈھیر صحن گلستان میں لگ گیا
جھونکا نسیم صبح کا کیا گل کتر گیا

جو سر فروش عشق میں جی سے گذر گیا
نام آوران دہر میں وہ نام کر گیا

اچھا ہوا کہ روز کا خوف و خطر گیا
مرنا تھا ایک روز سو میں آج مر گیا

یہ مژدہ نشاط سنانے کوئی اٹھیں
تم کوستے تھے جسکو وہ کمبخت مر گیا

مقتل مین پاسداریِ قاتل تو دیکھیے
اتنا بھی میرے منہ سے نہ نکلا کہ مر گیا

وہ نہ دیکھنے تو آئینگے اس اشتیاق مین
بے موت اونکا عاشقِ جانباز مر گیا

ذلت نہ کیون اوٹھاؤن کہ ذلت نصیب ہون
عزت کہان جب آپکے دل سے اوتر گیا

بیوجہ کیون وہ بیٹھے ہین مجھسے بھرے ہوئے
شاید مری طرف سے اونھین کوئی بھر گیا

اونکا خیال بھی متلون مزاج ہے
ٹھیرا نہ ایک دم ادھر آیا اودھر گیا

اب ترک ہے سنگھار بھی دشمن کے سوگ مین
اس سادگی سے اور وہ ظالم سنور گیا

سر دیکے آج رعد کی تقدیر کھل گئی
زندون مین پڑ گیا ترے ہاتھون سے مر گیا

رونق الملک محمد رحیم خان رونق میرٹھی از پولیس سہارنپور

وہ کہہ رہے ہین ہجر کے صدمون سے ڈر گیا
رونق سے کچھ نہو سکا آخر تو مر گیا

کس سے کہین شباب کب آیا کدھر گیا
دریا تھا ایک چڑھتے ہی فوراً اوتر گیا

ہان سینہ تک تو یار کا تیرِ نظر گیا
آیندہ کچھ خبر نہی پھر کدھر گیا

زلفون کی یاد آگئی تو رات کٹ گئی
رخسار کا جو دھیان بندھا دن گذر گیا

خالی دماغ ہو گیا پی کر شرابِ عشق
اے خمر خیر باد کہ پیمانہ بھر گیا

وہ کون تھا جو مر گیا فرقت مین آپکی
وہ مین ہی تھا جو آپکی فرقت مین مر گیا

یہ تو کہو بہار کے مزہ دن کدھر گئے
یہ تو کہو وہ پھول سا جوبن کدھر گیا

جوبن کو آتے دیر نہ جوبن کو جاتے دیر
جھونکا ہوا کا ہے ادھر آیا ادھر گیا

وہ میرے گھر نہ آئے کبھی ایک روز بھی
مین بہر دید اون کے یہان عمر بھر گیا

وہ رند مست ہون کبھی روزہ اگر رکھا
ذکرِ شراب مین ہی مرا دن گذر گیا

بے رونقی یہ کیسی ہے بزم جہان مین
اے ہمصفیرو کیا کہین رونق گذر گیا

منشی رضا احمد صاحب رضا بدایونی شاگرد جناب قمر بدایونی

سودا گیا جنون گیا درد سر گیا
اچھا ہوا کہ آج مرا سر اتر گیا

مقتل مین سر کے ساتھ مرا درد سر گیا
جھگڑا کٹا کہ بار یہ تن سے اتر گیا

دل کون لیگیا مجھے اسکی خبر نہین
ہر اک سے پوچھتا ہون کہان ہے کدھر گیا

اللہ موت دے غم دوری نے [illegible] ہمین
اب صدمہ ہاے ہجر سے جی اپنا بھر گیا

عیسی ہو تم جہان کے تمہین مجھ سے کیا غرض
مجھکو ملا نہ چین نہ درد جگر گیا

تیرے مریض ہجر کو تیرے فراق مین
کچھ اور بن نہ آئی تو جی سے گذر گیا

روز ازل سے ہاے وہ حرمان نصیب ہون
سو بار مجھ پہ یاس کا عالم گذر گیا

الفت کے درد سے جو ہوا آشنا رضا
وہ بد نصیب دونون جہان سے گذر گیا

محمد رحمت اللہ صاحب رحمت بلند شہری

تیر نگاہ یار عجب کام کر گیا
پہلو سے دلمین دل سے جگر مین اتر گیا

کیسی تھی تیغ کون تھا قاتل کسے کہون
وہ ذبح کر گیا جو نظر سے گذر گیا

انجام عشق کیا ہے یہی فکر ہے مجھے
اس سوچ ہی مین مجکو زمانہ گذر گیا

تم نے اشارہ بزم مین جب غیر سے کیا
فوراً وہ بنکے تیر جگر مین اتر گیا

رہتا ہے زخم بات کا ناسور کی طرح
یہ زخم وہ نہین کہ ہوا اور بھر گیا

کعبہ مین بتکدہ مین کلیسا مین دیر مین
جلوہ ترا مجھے نظر آیا جدھر گیا

طے ہو گئی یہ عشق کی منزل ہی سخت تھی
اچھا ہوا مریض محبت گذر گیا

رکھنا قدم سنبھل کے ذرا راہ عشق مین	جو اس طرف گیا وہ جہان سے گذر گیا
نادان بن کے پوچھو نہ ارمان دل کے تم	اے جان کمسنی کا زمانہ گذر گیا
دیکھا تھا کس نگاہ سے رحمت کو آپ نے	یہ سنتے ہین وہ ہائے جگر کہہ کے مر گیا

سیماب - عالیجناب مولانا مولوی شیخ عاشق حسین صاحب صدیقی الوارثی اکبر آبادی مدظلہ العالی

چرکا سا کرکے یار کا تیر نظر گیا	دل کیا ہوا الٰہی کلیجہ کدھر گیا
رونا وہ روز روز کا اے چشم تر گیا	سر کیا اُتر گیا کہ سمندر اتر گیا
نامہ گیا کوئی نہ کوئی نامہ بر گیا	تیری خبر نہ آئی زمانہ گذر گیا
کوئی گیا فلک پہ کوئی طور پر گیا	گھر بیٹھے بیٹھے مین ترے جلوون پہ مر گیا
جنت بھی خوب بھر گئی دوزخ بھی بھر گیا	جوش جنون بتائے مجھے مین کدھر گیا
ہنستا ہون یون کہ ہجر کی راتین گذر گئین	روتا ہون یون کہ لطف دعائے سحر گیا
آندھی کی طرح سر پہ چڑھا آئی ہو ضعف	دریا کی طرح جوش جوانی اُتر گیا
شیرازہ بندی دل صد چاک ہو چکی	مین تو وہ ہار ہون جو گندھا اور بکھر گیا
جی سے غم جہان سے حسن نے زندگی پرست	جی سے گذر گیا تو جہان سے گذر گیا
یاد آگیا شباب تو چشم خیال مین	پھولون کا ایک ہار بنا اور بکھر گیا
یہ سادگی عشق دئے سو ہزار دل	یہ زور حسن کا کہ لئے اور مکر گیا
مین ننگ کائنات کہ مجھ سے ملا نہ تو	تو نازش حیات کہ مین تجھ پہ مر گیا
اب میرے بعد وہ نہین شوخ جفائے چرخ	مین آسمان کو لیکے زمین مین اُتر گیا

یارب نہیں ہیں واقف رہ و رسم زندگی
پہونچا دے نقش جذب جنوں کوئے یار مین
اب مجھکو بے قرار تو سب کو قرار ہے
دل اوس نے مجھ سے چھین لیا ہے اوس غیر نے
تشہیر عشق حصۂ سیماب ہو گئی

اتنا ہی یاد ہے کہ جیا اور مر گیا
سب ڈھونڈھتے پھرین کہ خانہ کدھر گیا
دل کیا ٹھہر گیا کہ زمانہ ٹھہر گیا
جھٹکے کا مال تھا ادھر آیا اودھر گیا
بدنامیاں اوٹھائین مگر نام کر گیا

ساغر ـ نسیم الکلام جناب منشی صمد یار خان صاحب چشتی نظامی علیگڑھی
تلمیذ حضرت سیماب صدیقی الوارثی اکبر آبادی

نظرین جھکا کے لوٹ کے دل اوڑ جا گیا
بگڑا جو تو ۔ تو اور زیادہ سنور گیا
طوفان چشم شوق کی موجون سے ڈر گیا
نیچی نظر سے کون لحد پر گذر گیا؟
دلکو جلا کے پھونک کے جان و جگر گیا
نکلیگا دم نکال کے دل سے ترا خیال
انگور سے کھنچی ہوئی آب حیات تھی
محشر مین اسکے آتے ہی سب بکھیڑے چھٹ گئے
عمر دراز تونے بڑھا دی شب وصال
دل لیکے مجھ سے اسکا مکرنا عجب نہین
یہ عشق کی تھی آگ کہ پروانہ بزم مین

لینا کہان گیا؟ وہ کٹیرا کدھر گیا!
قاتل یہ چتونون کی ادا ہائے مر گیا!
اسکا چڑھاو دیکھ کے یا دل اوتر گیا
لاشہ مرا زمین مین بانسون اتر گیا
المختصر وہ لاکھ کا گھر خاک کر گیا
جائیگا جان لیکے یہ سودا اگر گیا
پھاہا لگا تو زخم کا انگور بھر گیا
کافی سی پھاڑ دی ترا وحشی جدھر گیا
جوڑا الجھ گیا تو بلا سے بکھر گیا
اپنی زبان سے کہہ کے جو ظالم مکر گیا
شمع اگر جلا کبھی جھلسا اگر گیا

دل ہاتھ سے گیا تھا تو کرتا نہ تھا علاج
اب تو بھی میرے ہاتھ سے اے چارہ گر گیا

گل پھول اون کے خندۂ لب سے برس پڑے
اتنے چنے کہ دامنِ امید بھر گیا

جینے کی طرح وہ نہ جیا میری رائے میں
جو اوس حسین پر نہ مرا اور مر گیا

آ چارہ ساز دیکھ لے اعجاز جذبِ حسن
کھنچا جو کی نگاہ تو ناسور بھر گیا

شبنم کے موتیوں کی تھی مقدار مختصر
اے پھول خیر تیرا کٹورہ تو بھر گیا

ساغر مجھے کب آئی ہی توبہ کی یاد ہائے
جب ایک آدھ گھونٹ گلے سے اتر گیا

غزلِ نعتیہ - منشی کرامت اللہ صاحب شیدا اترولوی

عرش علی پہ کون سریع البصر گیا
نورِ خدا کو دیکھنے نورِ نظر گیا

اللہ کے حبیب کا دیکھا بھی مرتبہ
پہونچا وہاں نہ کوئی جہاں پر بشر گیا

اے آرزوے دید مدینہ تو سر تو ہے
سودا گیا جو سر سے سمجھنا کہ سر گیا

رحمت پکار اٹھی کہ کہاں ہمکو لیچلے
جب مین کشاں کشاں پئے نارِ سقر گیا

رحمت کریگی رحمتِ حق میرے حال پر
بارِ گناہ سر پہ اوٹھائے اگر گیا

دیکھا جو خون بہتا ہوا جنگ بدر مین
تیغِ مخالفین کا پانی اتر گیا

ڈر تھا ضرور حشر مین امید بھی تو تھی
وہ خوف تھا کہ خوف سے خوف و خطر گیا

مین عشق احمدی مین جو پھرتا ہوں کو بکو
کہتے ہین لوگ دیکھنا شیدا کدھر گیا

منشی احمد حسین صاحب تشید احمد نگر آبادی

اللہ رے سوز جذب محبت کہ بعد مرگ
مرقد پہ مٹی نہیں کوزہ بنکے سر گیا

عارض کا ذکر چھڑ گیا عاشق کے سامنے
ابھرا ہوا جو ڈنکا تو جوبن نکھر گیا

شفق - جناب منشی مہدی حسین صاحب جہانگیر آبادی تلمیذ حضرت رساؒ

دل مین خدنگ ناز کسی کا اتر گیا
میری تمام مشکلین آسان کر گیا

دیوانہ تیرا دشت محبت مین مر گیا
سونپی جنون و عشق کی جاگیر کر گیا

اب تم رہو رقیب سے سیر گل رہے
جھگڑا تھا جسکے دم کا وہ کمبخت مر گیا

دل تو نظر کسیکی اڑا لیگئی مگر
حیران ہون کہ درد محبت کدھر گیا

آیا جو ذکر میری وفاؤن کا حشر مین
کچھ دیر دل مین سوچکے ظالم مکر گیا

میری ہی تھی وہ آہ کہ جو بے اثر گئی
میرا ہی تھا وہ نالہ کہ جو بے اثر گیا

تیرے مریض ہجر نے بدلین وہ کروٹین
سو بار زندہ ہو گیا سو بار مر گیا

دنیا کے مخمصون سے نہ فرصت ملی شفق
اس فکر ہی مین عمر کا پیمانہ بھر گیا

قاضی سید محمد فضل اللہ صاحب طرب خورجوی شاگرد حضرت نوح ناروی

اس بیخودی مین جو بھی نہ کرنا تھا کر گیا
مین لیکے اپنے ساتھ اونھین دشمنون کے گھر گیا

کیا جانے کیا ہوا وہ کہان جا کے مر گیا
آیا نہ پھر کے جب سے مرا نامہ بر گیا

رنج و الم مین عمر گذرتی ہے اے طرب
آزادیون کا میری زمانہ گذر گیا

ابن الادیب محمود شیر خان صاحب طبیب میرٹھی تلمیذ حضرت احسن مارہروی

اک تیر چشم شوخ کا دو کام کر گیا
دل توڑتا ہوا وہ جگر مین اتر گیا

میری حیات و موت ہے تیری زبان مین
کی ہان تو جی اٹھا جو نہین کی تو مر گیا

اس سرزمین کو عرصۂ محشر بنا دیا
تو اے ستم نواز جدھر سے گذر گیا

آنکھون مین ڈبڈبائے ہوئے اشک کیا تھمین
کیونکر چھلک نہ جائے جو پیمانہ بھر گیا

اب کیون وہ آ رہے ہین عیادت کیواسطے
بیمارِ غم تو جان سے اپنی گذر گیا

اب کس کا سر ہے زینتِ آغوش مدعی
اب تیری کیسی شرم کیا ہوئی پردہ کدھر گیا

پوچھا نہ یہ بھی ہجر کی شب کسطرح کٹی
ظالم تغافل اب ترا حد سے گذر گیا

کسکی نگاہ سے صفِ محشر ہوئی تباہ
کسکی ادا کا تیر دلون مین اُتر گیا

اونکو عدو کی بزم مین دیکھا جو بیحجاب
جیتے ہی جی طبیب تو دنیا مین مر گیا

جناب عبد السعید صاحب طیبؔ ڈرالشمسین میرٹھی

میرا پیام لیکے جو پیغامبر گیا
کمبخت وہ بھی اونکی اداؤن پہ مر گیا

اے فتنہ گر جو تیری اداؤن پہ مر گیا
بزمِ جہان سے صورتِ شمعِ سحر گیا

بیکار ہے جو دل مین کیا گھر نہ یار کے
کیا ہے فلک پہ نالۂ سوزان اگر گیا

ناکام عشق قطرۂ شبنم کی مثل ہے
اُس آفتابِ حسن کو دیکھا تو مر گیا

فتنے خرامِ ناز سے لاکھون بپا ہوے
گذرا وہ جس طرف سے اُدھر حشر کر گیا

سہ سہ کے جور و ظلم حسینون کے رات دن
طیبؔ خمارِ عشق کا سر سے اُتر گیا

قاضی عطاء الرحمن صاحب عطاؔ بدایونی تلمیذ حضرت قمرؔ بدایونی مدظلہ العالی

خط لیکے یار کو جو مرا نامہ بر گیا
نیچی نظر کئے ہوئے تھامے جگر گیا

اب یہ خبر نہین کہ وہ ظالم کدھر گیا
آنکھون مین نیکھا کے جو مجھے بیمار کر گیا

دامن کو صحنِ باغ کے پھولون سے بھر گیا
جھونکا نسیم کا جو ادھر سے اُدھر گیا

مین وہ ہون دیکھنے کو تجھے بزمِ غیر مین
ذلت سہی اوٹھائی مصیبت مگر گیا

ناکامیون کا اب مجھے شکوہ نہین رہا
تیرِ نگاہِ یار مرا کام کر گیا

ظالم نے آشیان بھی ہمارا جلا دیا
بے بال و پر ہی صرف نہ صیاد کر گیا

مین اُون سے مل لیا یہ خوشی تو ہی مجھے
رستے مین اُٹھتے بیٹھتے گو انکے گھر گیا

عاجز ہون کیون طبیب نہ ایسے علاج سے
درد جگر اُٹھا جو مرا درد سر گیا

ہمراز میرے ہاتھ سے اور اپنی جان سے
سمجھا یقین ہے کہ مرا نامہ بر گیا

آیا تو اُنکی بزم مین ہنستا ہوا عتیق
لیکن گیا وہان سے تو باچشم تر گیا

حضرت عتیق ایڈیٹر رسالہ لطف سخن حسن پور ضلع مراد آباد

تیغ نگاہِ ناز کا خوف و خطر گیا
مرکے بتون کے عشق مین مرنے کا ڈر گیا

اودل بتون کا پہلو مبارک تجھے رہے
ہم تجھ سے آج مر گئے تو ہم سے مر گیا

بس بس تشفیِ دل خستہ نہ کیجئے
اس پر جو کچھ گذرنا تھا وہ تو گذر گیا

پانی گلے گلے تھا فقط بحرِ عشق مین
تلوار کے جو گھاٹ سے اُترا اُتر گیا

تیرِ نگاہِ ناز کے قربان جایئے
ناکامیون مین بھی جو میرا کام کر گیا

صبر و قرار تاب و توان بھی چلے گئے
تو اپنے گھر گیا کہ مرا سارا گھر گیا

کوچہ کسی کا بھول بھلیان سے کم نہین
اودل کہان پھنسا تو کدھر جا کے مر گیا

میری مثال سینکڑون کھوئے ہوئے ملے
کرتا ہوا تلاش انھین مین جدھر گیا

رہ کپ کے مین پہنچ ہی گیا کوئے یار مین
جب پانون لڑکھڑائے جگر تھام کر گیا

ہے ایک بات آپ دل غیر سے گئے
یا آپ کی نگاہون سے دشمن اُتر گیا

ہم جب کہائے جاتے تھے دل وار عتیق
وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا

کلام جناب عبدالحمید صاحب خورجوی تلمیذ حضرت نوح ناروی

جامہ کا ایک تار بھی چھوڑا نہ جسم پہ
وحشت جنون بہار مین حد سے گذر گیا

بیجا ہے ناز زندگی بے ثبات پر / دم کی بساط کیا ادھر آیا اودھر گیا

مجکو گمان غسل شفا ہوگیا کلام / پانی جو تیغ ناز کا سر سے اتر گیا

جناب مشتاق احمد صاحب مشتاق خورجوی تلمیذ حضرت نشتر سکندرآبادی

کیا پوچھتے ہو تیر تمہارا کدھر گیا / پہلو سے دل مین دل سے جگر مین اتر گیا

جو تجھپہ مٹ گیا وہ ترے غم مین مر گیا / سچ یہ ہے نام کچھ وہی دنیا مین کر گیا

بسمل کسے کیا اوسے پامال کر گیا / محشر بپا ہوا وہ جدھر سے گذر گیا

ناکامیون مین عمر ہماری گذر گئی / مایوسیون مین اپنا زمانہ گذر گیا

مشتاق کو جمال کا مشتاق دیکھکر / وہ محو حسن عارض پر نور کر گیا

مشتری ۔ بی مشتری جان طوائف تلمیذ جناب سید الشعرا ضمیم بلند شہری

تیر نگاہ ناز کدھر سے کدھر گیا / کیا درد تھا کہ دل سے جگر مین اتر گیا

ساقی کی آنکھ دیکھکے بیخود ہوا ہون مین / دل بے پئے شراب محبت سے بھر گیا

یہ بے نیازیان بھی ستم سے نہین ہین کم / اونکی بلا سے کوئی تمنا مین مر گیا

دیکھا کئے ہین عشق کی رفتار عمر بھر / نظرون کے سامنے سے زمانہ گذر گیا

پہلے ہی سے شباب کی رنگت مین قہر تھا / نشہ مین آتے ہی وہ بھی ظالم نکھر گیا

اوس شوخ کا یقین ہو مشتری کو کسطرح / وعدہ ہزار بار کیا اور مکر گیا

مومن ۔ جناب محمد ابراہیم خانصاحب اترولوی تلمیذ جناب شیدا اترولوی

دل رہ گیا پکڑ کے کوئی کوئی مر گیا / محشر بپا ہوا تو جدھر سے گذر گیا

محفل مین جس نے دیکھ لیا اوسکو اک نظر / پکڑے ہوئے وہ ہاتھون سے اپنا جگر گیا

دل مین تھی اونکے غیر سے ملنے کی آرزو / اچھا ہوا شباب کا عالم گذر گیا

ابرو کے اک اشارہ مین یہ بھی خبر نہین / دل کس طرف کو اور کدھر کو جگر گیا
شکوہ نہین گلا نہین کچھ آپ سے حضور / جو کچھ بھی گذرا ہجر مین ہم پر گذر گیا
میت پہ میری آکے نہ تم کرنا رنج و غم / یہ سوچنا کہ ہم پہ فدا جان کر گیا
مومن کے دلمین عشق مجازی کی آرزو / تو بہ کرو خیال تمھارا کدھر گیا

سید بشیر احمد صاحب مفتون اترولوی

یہ دم گیا یہ جان گئی یہ جگر گیا / دل کیا گیا ہمارا تو سب گھر کا گھر گیا
پانی جو تیغ ناز کا سر سے اتر گیا / سر کیا گیا کہ مفت کا اک درد سر گیا
مانا کہ سر خرو ترا تیر نظر گیا / دل کو قلق ہے پھر بھی کہ مہمان کدھر گیا
پیتے ہی دست ناز سے جام مے وصال / حسرت گئی ملال گیا درد سر گیا
دلدادگان عشق کی جانین تو بچ گئین / اچھا ہوا شباب کا عالم گذر گیا
کچھ باقی رہگیا ہے مرا قصۂ فراق / دیکھو تو کس طرف کو مرا نامہ بر گیا
زلفون کو روے ناز پہ دیکھا پڑے ہوے / گو لاکھ بار دیکھنے شام و سحر گیا
گوشہ نشین ہے خانۂ دلمین وہ ماہرو / تو لے خیال ڈھونڈھتے اوسکو کدھر گیا
مفتون نہ آیا خانۂ دلمین خیال یار / کیا نالۂ فراق مرا بے اثر گیا

امیر الکلام سراج الشعرا قاضی محمد حافظ الدین نشتر سکندر آبادی یادگار حضرت رسا خلد آشیان

نشتر تڑپ تڑپ کے شب ہجر مر گیا / دنیا سے عاشقی مین بڑا نام کر گیا
اس بیخودی مین اتنی خبر بھی نہین مجھے / مین کس سے پوچھتا ہون مرا دل کدھر گیا
لیکر چلا ہے وہ دل صد آرزو کوئی / اے یاس روکنا کہ مرا گھر کا گھر گیا

اُف جوشِ شوق دیدہ ستم اضطرابِ دل
مین رات اونکو ڈھونڈھنے دشمن کے گھر گیا

رویا جو رات اوس گلِ رعنا کی یاد مین
دامن مرا گلاب کے پھولون سے بھر گیا

ہمدم نہ پوچھ کچھ مری شوریدہ بختیان
دل سے مٹی امید دعا سے اثر گیا

جس سے کہ زندگی تھی مری ہجرِ یار مین
وہ درد آج دل سے الٰہی کدھر گیا

رہنے لگا ہے کوئی تصور مین رات دن
اب خوف شامِ ہجر و خیالِ سحر گیا

نشترِ غمِ معاش سے فرصت کہان ہمین
آرام و عیش کا وہ زمانہ گذر گیا

حضرت ہادی مچھلی شہری

تیرِ نگاہِ یار یہ کیا آ کے کر گیا
دامانِ شوق خونِ تمنا سے بھر گیا

الزام اون پہ کیون ہے جو مین غم سے مر گیا
دل کا قصور اونکی تمنا کے سر گیا

ڈھونڈھون مین کس جگہ دلِ بے اختیار کو
ناآشنائے راہِ طلب تھا کدھر گیا

واقف مین ہو گیا شبِ فرقت کے طول سے
وہ دل کا اعتبارِ فریبِ سحر گیا

آغوشِ قبر میرے لئے جائے امن ہے
بے اختیاریون کا زمانہ گذر گیا

بیتابیون کو پاسِ وفا نے دبا دیا
دریا ہزار بار چڑھا اور اُتر گیا

ہر وقت شغلِ درد مین کٹتی ہے زندگی
وہ امتیازِ فرصتِ شام و سحر گیا

صیاد در قفس کا کھلے یا نہ اب کھلے
مدت ہوئی خیالِ وفا پر کتر گیا

رسوائیون سے خوب بڑھی شانِ التفات
اک کاروان تھا ساتھ مرے مین جدھر گیا

اللہ رے جذب سوزِ محبت کہ ہجر مین
ہر نالہ تیر بنکے جگر مین اُتر گیا

دشمن کو دوست فیضِ محبت نے کر دیا
نالہ مین جگہ ملی ترا ناوک جدھر گیا

جب کامرانیان بھی اُٹھاتی تھین میرے ناز
اے عیشِ منفعل وہ زمانہ گذر گیا

مدہوشیون مین تیری عنایات چھپ گئین
وہ لطفِ امتیازِ دل بیخبر گیا

ممنون ہون مین نہ یہ کہ ترک فراق مین
تسکین سے دامنِ دلِ بیتاب بھر گیا

ہادی شباب تک تھے محبت کیے ہوے
وہ جوشِ اضطراب وہ شوقِ نظر گیا

محمد حسین رہبر

تیر نگاہِ یار عجب کام کر گیا
سینہ سے دلمین دل سے جگر مین اتر گیا

اس شعلہ رو کو دیکھ کے محشر مین بے نقاب
خورشیدِ حشر ابر سے منھ ڈھانپ کر گیا

دھوکے دئے ضیائے رخِ یار نے مجھے
کمبخت وصل مین بھی نہ خوفِ سحر گیا

آئے نہ وہ تو ہو کے شبِ وعدہ بیقرار
ناکام وصل ہجر کے صدمون سے مر گیا

رہبر ہوا ہے عشق مین بدنام اس قدر
سو انگلیان اوٹھین وہ جدھر سے گذر گیا

کوثر

کیا جلد تر شباب کسی کا گذر گیا
جھونکا ہوا کا تھا ادھر آیا ادھر گیا

تیر نگاہ ناز تمھارا کدھر گیا
ہر پھر کے یہ تو میرے ہی دلمین اتر گیا

وہ شوخ آج ملنے کا اقرار کر گیا
دامن مراد کا گلِ مقصد سے بھر گیا

مین ان نزاکتون پہ تری اور مر گیا
لیتے ہی تیغ ہاتھ مین پہونچا اتر گیا

یہ تم نے کیا کہا ترے دل کا پتہ نہین
ڈھونڈھو اوسے تلاش کرو پھر کدھر گیا

دربارِ عاشقی کے نرالے ہین قاعدے
جو پھول سر چڑھا وہ نظر سے اتر گیا

مجھ سے تو کارِ نیک نہ دنیا مین ہو سکا
عصیان سے ہمارا نامۂ اعمال بھر گیا

تم نے نگاہِ لطف سے دیکھا تو جی اٹھا
تم نے نگاہِ قہر سے دیکھا تو مر گیا

ملتی سی وہ نگاہِ کرم اب ادھر نہین
شاید مری طرف سے عدو کان بھر گیا

رہنے دیا چمن میں نہ بلبل کو چین سے
صیاد کون آکے ترے کان بھر گیا

ملتا نہیں ہے جام جو ساقی کے ہاتھ سے
شاید ہماری عمر کا پیمانہ بھر گیا

ایسے میں کیا نکال سکوں دل کی حسرتیں
آیا تو جلد وہ ادھر آیا ادھر گیا

میت پہ میری انکا یہ اغماض دیکھئے
ہر ایک سے وہ پوچھتے ہیں کون مر گیا

پہلے تو میرے سینے پہ رکھدیں وہ دست ناز
پھر اسکے بعد پوچھیں کہ درد جگر گیا

عاشق کی مرگ و زیست نرالی ہے مرگ و زیست
سو بار زندہ ہو گیا سو بار مر گیا

نیرنگ حسن یار کی تاثیر دیکھئے
شوخی سے جی اٹھا ہوں تبسم سے مر گیا

دنیا میں تو پتہ نہیں شاید ہو خلد میں
کوثر کو ڈھونڈنے کیلئے نشتر گیا

کلام غیر طرح

قادر الکلام جناب قمر الحسن صاحب قمر رئیس بدایون

اب ایسا کون ہے جو کام کردے نیم بسمل کا
کہ میری موت بھی منہ دیکھتی ہے میرے قاتل کا

وہ کہتے ہیں اسے ثابت کرو میرے مقابل کا
غضب میں پڑ گیا ہیں نام لیکر ماہ کامل کا

وہ مقتل تھا کہ تھی میرے گلے پر تیغ قاتل کی
یہ محشر ہے کہ میرے ہاتھ میں دامن ہے قاتل کا

تمہاری ایک بد عہدی کے یہ دونوں کرشمے ہیں
حیا ٹوٹے ہوئے پیمان کی غم ٹوٹے ہوئے دل کا

عدو کب تک نہ آنے دینگے کب تک تم نہ آؤ گے
مجھے بھی امتحان کرنا ہے اپنے جذب کامل کا

وہ نازک اور زیر قتل یہ تو غیر ممکن ہے
اجل آئی ہے ان تو بھرم رکھ لے اب انکے [illegible]

ہمارا کیا گذر لیکن ہماری ترجمانی کو
تمہاری بزم میں کافی ہے رونا شمع محفل کا

مجھے مرنیکا غم ہے آج یا اسکی مسرت ہو
کہ وہ خنجر بکف خوش ہیں تماشہ دیکھتے ہیں رقص بسمل کا

وہ بیدل ہون کہ دل دیکر مصیبت مول لی مینے
نہ بسمل ہون کہ سر دیکر لیا احسان قاتل کا

بھلا تو اور میرے سامنے دشمن کے پہلو مین
تجھے دیکھون کہ ظالم رنگ دیکھون میں محفل کا

تمھین مالک سہی دل کے مگر مین یہ تو کہتا ہون
کہ تم نے لیکے دل مجھسے پھر آخر کیا کیا دل کا

فقط اس خوف سے کس کس نے انکو دیکھتے دیکھا
وہ مجھکو دیکھکر منہ دیکھتے ہین ساری محفل کا

تمھارے پاس ہے دل اسے تمھین اسکی خبر ہوگی
مجھے کیا علم ہے مین کیا ہون کیا حال ہے دل کا

ہم انکی بزم مین جلنے کو اب کیون جائین کیونکر
وہ ہنسنا انکا غیرون سے وہ فرما شمع محفل کا

عدو کو ہم سے مطلب کیا تمھین ہمسے عداوت کیا
یہ خوبی ہے مقدر کی یہ احسان حضرت دل کا

ہے جبتک کا سفر پائے طلب جبتک ہمارہ دین
مقام انتہائی ضعف ہے نام اپنی منزل کا

وہ کہتے ہین کہ میرے پاس ہی اب اسکو رہنے دو
قسم تم کیا کرو گے لیکے اس ٹوٹے ہوئے دل کا

ناظم الملک مولوی سید معشوق حسین اطہر ہاپوڑی وکیل جے پور

جگر مین درد ہوا دل مین اضطراب ہوا
کسی کے عشق مین یہ گھر کا گھر خراب ہوا

نقاب اٹھکے بھی وہ رخ نہ بے نقاب ہوا
ہماری آنکھ کا پردہ ہمین حجاب ہوا

جوان ہوتے ہی ہم سے تجھے حجاب ہوا
ہماری جان کا دشمن ترا شباب ہوا

وہ عشق ہی نہین جسمین کچھ انقلاب ہوا
جگر کا داغ نہ ٹھیرا کوئی شہاب ہوا

شب فراق ہمارا یہ دیدۂ بیخواب
عدو کے طالع بیدار کا جواب ہوا

جگر ہے دل کی جگہ اور دل جگر کی جگہ
یہ کچھ عجیب محبت مین انقلاب ہوا

گیا تھا لیکے خط شوق آفتاب نہ پھرا
پیامبر نہوا یہ مرا شہاب ہوا

نگاہ شوق وہی ایک میری اور انکی
کلیم سے نہوا مجھ سے کیون حجاب ہوا

وہ بات طور مین کیا تھی کہ ہر جلوۂ حسن
غریبخانہ کے موتی وہ انتخاب ہوا

بتون کو ہم نے لیا زاہدون نے حورون کو
گئے تھے کعبہ کو ہم بتکدہ بھی ہو آئے
ذرا سی ٹھیس لگی ساقی اور یہ ٹوٹا
کسیکی آگ مین گرتا نہین کبھی کوئی
کیا ہے قتل مجھے تم نے غیر کی خاطر
عدو کا حرف تمنا کوئی دعا تو نتھا
نہ پوچھ حال شب ہجر مختصر یہ ہے
عجب سکون کا عالم تھا وصل دشمن مین
تری نگاہ کے پھرتے ہی سب پھرے مجھسے
ہمارے داغ جگر کی تپش خدا کی پناہ
عذاب حشر کا رونا ہی ہر گھڑی ہر دم
ابھی تو وصل کا اقرار تھا ابھی انکار
بجز سوائے محبت نہین ہے کچھ سر مین
وہ دل گرفتہ ہون اطہر کہ مثل طفل سرشک

ازل کے دن جو حسینون کا انتخاب ہوا
خدا کے فضل سے دونا ہمین ثواب ہوا
ہماری توبہ ترا شیشۂ شراب ہوا
جگر نے اف بھی نہ کی جلکے دل کباب ہوا
بہت ثواب کمایا بہت ثواب ہوا
زبان سے جو نکلتے ہی مستجاب ہوا
کہ شوخیون سے تری بڑھکے اضطراب ہوا
نہ شب گھٹی نہ بڑھا دن نہ انقلاب ہوا
یہ انقلاب زمانہ کا انقلاب ہوا
یہ آفتاب قیامت کا آفتاب ہوا
ہماری جان کو داغ بھی اک عذاب ہوا
تمھارا وعدہ بھی اک شوخی شباب ہوا
ہمارا سر نہوا کاسۂ حباب ہوا
جوان ہوا نہ مین شرمندۂ شباب ہوا

مصرعہ طرح

پرچہ پہونچتے ہی — الٰہی وہ اگر بے نور ہوجائین تو بہتر ہو — ہو بے نور ردیف، بہتر کوثر وغیرہ قافیہ

۲۰ رجون تک — زینت دشت ہے دیوانہ کا عریان ہونا — پریشان وغیرہ قافیہ ہونا ردیف

نوٹ۔ غیر طرح کلام بوجہ عدم گنجایش کل شایع نہو سکا آیندہ پرچون مین اگر گنجایش ہوئی درج کیا جائیگا۔

شاخ لکھنؤ ۱۶

عجیب و غریب نسخہ

نادر و نایاب تحفہ

نکھ بلاس کے نام سے مصالحہ پان کا ہند کے چپہ چپہ میں اپنی نیک نامی کا ڈنکا بجا چکا ہے اور اپنے تجربہ میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔ غرض کہ اپنی نظیر آپ ہے دل و دماغ کو تقویت۔ آنکھوں کو بصیرت پہونچانا اس کا ادنی کام ہے۔ اسلیے اس کی خوبی محتاج بیان نہیں۔ خوش گوار۔ خوشرنگ۔ خوش ذائقہ علاوہ اور خوبی کے ظاہری خوبی یہ ہے کہ اگر ناپسند ہو تو قیمت واپس پیکٹ کلان ۸؍ خورد ۶؍ جتنا چاہو خرید لو اسوقت ڈ پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہوئی

ملنے کا پتہ

شیخ محمد حفیظ غلام حسین سوداگر پان بلند شہر

قطعہ تاریخ اشاعت رسالہ ہذا از نتیجہ افکار منشی عبد القدیر صاحب شوخ

صد شکر بجہد و سعی احباب
نامش آئینہ خیال رقم ہا
گل مضمون دلپذیر شگفت
شوخ این گفت سال تاریخش

مطبوع شد آن عجب کتاب سخن
زیب عنوان انتخاب سخن ہا
آمدہ بوئے خوش گلاب سخن ہا
زیب دہ حسن آفتاب سخن ہا
۱۳ ۵ ۳۰